رمضان المبارک

نیکیوں کا موسمِ بہار

مؤلف

حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمیؒ

(م: ۲۸؍ ستمبر ۲۰۱۳ء)

(بانی مدرسہ سراج العلوم بھیرہ، ضلع مئو، یوپی)

ترتیب جدید

مولانا ضیاء الحق خیرآبادی

مکتبہ ضیاء الکتب خیرآباد، ضلع مئو (یوپی)

رمضان المبارک

نیکیوں کا موسمِ بہار

مولف

حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمیؒ (م: ۲۸/ستمبر ۲۰۱۳ء)

(بانی: مدرسہ سراج العلوم، چھپرہ، ضلع مئو یوپی)

مرتب

مولانا ضیاء الحق خیرآبادی

ناشر

مکتبہ ضیاء الکتب، خیرآباد، ضلع مئو (یوپی)

پن کوڈ: 276403 موبائل: 923532757

تفصیلات

نام کتاب	:	رمضان المبارک: نیکیوں کا موسمِ بہار
مؤلف	:	حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی علیہ الرحمہ
مرتب	:	مولانا ضیاء الحق خیرآبادی
صفحات	:	40
طبع اول	:	۲۰۱۵ء
ناشر	:	مکتبہ ضیاء الکتب، خیرآباد، ضلع مئو (یوپی)
قیمت	:	40/=

ای میل: zeyaulhaquekbd@gmail.com

ملنے کے پتے

☆ فرید بک ڈپو پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی ۲

☆ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

☆ مدرسہ سراج العلوم چھپرہ ضلع مئو یوپی 9235327576

☆ مکتبہ الفہیم صدر چوک مئوناتھ بھنجن 9236761926

☆ مولانا محمد خالد قاسمی مکتبہ دارارقم، اسلام آباد (ڈکہا) جون پور 9554983430

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

رمضان المبارک، نیکیوں کا موسم بہار ہے، اس ماہ مبارک میں ہر نیکی اور طاعت کا بھاؤ بڑھا یا دیا جاتا ہے، نوافل کا ثواب فرائض کے برابر اور فرائض کا ستر گنا زیادہ! ''یہ مہینہ ایمان وعمل کی باد بہاری کا مہینہ ہے، اس مہینہ میں صرف آنے والوں کا ہی اعزاز واکرام نہیں کیا جاتا، بلکہ منہ موڑنے والوں کو بھی پکار پکار کر بلایا جاتا ہے، کہ برائی کی طرف دوڑنے والے ٹھہرو، ذرا دیکھو تمہارے لئے کیا کیا انتظام ہے؟'' اس ماہ کے روزے کو اللہ نے فرض کیا اور حدیث قدسی میں ہے کہ: روزہ میرے لئے اور اس کا بدلہ میں خود دوں گا، یا یہ کہ میں خود ہی اس کا بدلہ بن جاؤں گا۔'' یہ اہل ایمان کیلئے اس کے کریم آقا کی طرف سے کیسی بخشش اور کس قدر لطف وکرم کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی قدر دانی کی توفیق بخشیں اور جیسا ویسا چاہتے ہیں اسی کے مطابق اس ماہِ مبارک کو گزارنے کی سعادت عطا فرمائیں۔ آمین

حضرت الاستاذ مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی نور اللہ مرقدہ کی کئی تحریریں اس موضوع پر ہیں جنھیں پڑھ کر عمل کا جذبہ بیدار ہوتا ہے، اور منشائے الٰہی کے مطابق رمضان گزارنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے، اس ماہ مبارک کو کلام الٰہی سے خاص مناسبت ہے، ایک بہت ہی اہم تحریر اس پر بھی ہے۔ ارادہ ہوا کہ ان سب کو اکٹھا ایک رسالہ کی شکل میں شائع کر دیا جائے تاکہ اس کا نفع عام ہو اور ہر ایک تک اس کی رسائی سہل اور آسان ہو۔

اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازیں، امت کے لئے نافع بنائیں اور حضرت مولف مرحوم کے رفعِ درجات کا سبب بنائیں۔

ضیاء الحق خیر آبادی

۲۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۲؍ مارچ ۲۰۱۵ء پنجشنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان کا پیغام

روز وشب کی گردش اپنی ہمیشہ کی رفتار کے مطابق چلتے ہوئے پھر رمضان المبارک کے مقدس مہینہ تک آپہونچی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کو اور اس مہینہ کے دن اور اس کی راتوں کو دوسرے دنوں اور راتوں سے ایک خاص امتیاز بخشا ہے۔ یہ نیکیوں کی سوداگری کا مہینہ ہے، اس ماہ میں ہر نیکی اور طاعت کا بھاؤ بڑھا دیا جاتا ہے، اور بڑھانے والا وہ ہے جس کے یہاں لامحدود خزانہ ہے، جس کے یہاں لیت ولعل نہیں ہے، جس کے یہاں بخل وامساک نہیں ہے، جس سے عہد شکنی کا کوئی اندیشہ نہیں ہے، جس کے یہاں سود وزیاں کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اس کے دربار سے جو وعدہ صادر ہوتا ہے وہ بڑھ چڑھ کر پورا ہوتا ہے، عالم قدس میں اس مہینہ کا خاص اہتمام ہے، اہل ایمان کی دائمی قیام گاہ ''جنت'' کو اس ماہ میں نیا رنگ وروغن بخشا جاتا ہے، یہ مہینہ ایمان وعمل کی باد بہاری کا مہینہ ہے، اس مہینہ میں صرف آنے والوں کا ہی اعزاز واکرام نہیں کیا جاتا، بلکہ منہ موڑنے والوں کو بھی پکار پکار کر بلایا جاتا ہے، کہ برائی کی طرف دوڑنے والے ٹھہرو، ذرا دیکھو تمہارے لئے کیا کیا انتظام ہے؟

اللہ اللہ! کیا شانِ کریمی ہے کہ جو آقا ہے، خالق ومالک ہے، قادر مطلق ہے، سب کچھ اختیار رکھتا ہے، سب سے بے نیاز ہے، وہ اپنے بندوں کو، غلاموں کو، بندیوں کو، باندیوں کو پکارتا ہے، بلاتا ہے، ان کو بلاتا ہے جو بے بس اور محتاج ہیں، لیکن مالک کی شانِ رحیمی نے ایک محدود اور مختصر سا اختیار بخش دیا ہے، تو اسی کے بل پر لگتے ہیں سرکشی کرنے، انھیں بھاگنے والے غلاموں کو اپنے لطف وکرم سے بلاتا ہے کہ آؤ میں تمہیں معاف کرنے

کے لئے تیار ہوں۔

قربان ہونے اور مر مٹنے کا مقام ہے! کہاں ہیں بوجھ سے دبے ہوئے بندے؟ کہاں ہیں آفت کے مارے ہوئے غلام؟ کہاں ہیں روزی سے پریشان بھوکے؟ کہاں ہیں رحم وکرم کی آس لگائے ہوئے مساکین؟ کہاں ہیں زمانے کے ٹھکرائے ہوئے فقراء؟ آئیں ،آگے بڑھیں، قریب ہو جائیں، ہاتھ بڑھائیں، دامن پھیلائیں، مانگتے جائیں اور پاتے جائیں، بخشش عام ہے، رحمت تمام ہے، محروم وہی ہے جو اس دریائے فیض کو بھی پا کر محروم رہے، بدقسمت وہی ہے جو رب عالی کی پکار پر بھی سوتا رہے اور اس کی آنکھ نہ کھلے۔

اے دنیاوی آفات میں مبتلا انسانو! تم اپنے مصائب کا علاج اور مشکلات کا حل کہاں ڈھونڈ رہے ہو؟ تمہارے معاملات کا سرا یہاں اس عالم میں نہیں ہے، ان کا سرا عالم غیب میں ہے، عالم غیب ہی کے اشارے پر یہاں سب کچھ ظاہر ہوتا ہے، یہاں کی تدبیریں کچھ نہیں ہیں اگر وہاں کا اشارہ صادر نہ ہو! اپنی جد وجہد کا رخ ادھر ہی پھیر دینے کی ضرورت ہے، عالم غیب تک رسائی اعمال غیب ہی سے ہوتی ہے، خواہ وہ ذکر وعبادت ہو یا حسن سلوک اور اخلاق حسنہ ہوں، یا دعاء ومناجات ہو۔ **إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ** (اسی کی جناب میں کلمۂ طیبہ پہونچتا ہے اور عمل صالح اس کو اوپر اٹھاتا ہے)

کلمۂ خبیثہ (کفر) اور اعمالِ بد تو پستی میں پھینک دئے جاتے ہیں، ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے نہیں جاتے ہیں۔ **إِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَاتُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَايَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ** ، بے شک جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا، ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے، تاوقتیکہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔

تو ایمان والو! اصول یہی ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کلمہ طیبہ اور اعمال صالحہ عالم غیب کے حدود مملکت میں داخلہ پاتے ہیں، ہر الجھاؤ کے سلجھاؤ اور ہر مصیبت سے راحت

اور ہر کلفت سے نجات کا واحد راستہ یہی ہے کہ آدمی کے قلب سے، زبان سے، ہاتھ پاؤں سے، آنکھ کان سے اور جسم و جان سے اچھے اعمال کا صدور ہو۔ یہی اعمال آغوشِ رحمت میں پہونچ کر اس دنیا کے حالات کو درست کرائیں گے، اور اس کے لئے رمضان کا مبارک مہینہ بہت ہی سازگار ہے۔

روزہ کا اہتمام کریں، روزے کو مکروہات سے بچانے کا اہتمام کریں، یہ عبادت دن کی ہمہ وقت عبادت ہے، اس کو فضولیات اور گناہ کے کاموں میں مبتلا ہو کر برباد اور بے روح نہ بنائیں، دنیاوی کاموں کو گھٹا کر عبادت کے کاموں کو بڑھا دیں، قرآن کریم کی تلاوت، ذکر اللہ کی کثرت، مساجد میں حاضری اور تراویح کی پابندی کا اہتمام کریں۔ ہوسکتا ہے کہ یہی محنت سال بھر کی برکتوں کو سمیٹ کر آپ کے دامن میں ڈال دے، اور پھر پورے سال اس سے آپ مستفید ہوتے رہیں، یہ تجربہ ہے کہ اعمال خیر کے اعتبار سے جس کا رمضان بخیر و عافیت گزر گیا وہ پورے سال اس خیر و عافیت کا فائدہ پاتا رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزۂ رمضان

خصوصیات وآداب

اسلام کی بنیاد پانچ عبادتوں پر ہے، (۱) اللہ کی وحدانیت پر ایمان اوراس کا اقرار (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) رمضان کا روزہ (۵) حج، انہیں پانچوں بنیادوں پر دین اسلام کی بلند عمارت کھڑی ہوتی ہے۔

ایمان زندگی کے ہر لمحہ کی ایسی عبادت ہے جو باقی تمام عبادتوں کی اساس اور بنیاد ہے، اس کا تعلق اولاً قلب سے پھر زبان سے ہے، ایمان نہ ہوتو کسی عبادت کا اعتبار نہیں، نماز ہر روز کی متعین اوقات کی عبادت ہے، اس کا تعلق قلب، جسم اور زبان تینوں سے ہے، زکوٰۃ مال کی عبادت ہے، اوور روزہ بدن کی عبادت ہے، اور یہ دونوں سال میں ایک مرتبہ فرض ہوتی ہیں، حج زندگی بھر میں ایک مرتبہ فرض ہے، جس میں انسان کا جسم، اس کی جان، اس کا مال سب مشغول ہوتے ہیں، ان چاروں عبادتوں میں سے ہر ایک کا ایک مخصوص درجہ اوراہمیت ہے، مذہب اسلام کی تکمیل ان پانچوں بنیادوں کی درستگی پر موقوف ہے، آج کی مجلس میں ہم روزہ پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں، روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ"، (البقرۃ:۱۸۳) اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا، شاید تم متقی ہوسکو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کے اندر تقویٰ پیدا کرنے کی خاص صلاحیت ہے، تقویٰ انسان کی وہ بنیادی صفت ہے جس سے تمام حسنات اور خوبیاں وجود میں آتی

ہیں، اس لئے قرآن کریم میں تقویٰ کی تاکید آئی ہے، اور بکثرت متقیوں کی تعریف کی گئی ہیں، بلکہ قرآن کریم کے آغاز ہی میں اس کتاب ہدایت کو متقیوں کے لئے خصوصی دستورالعمل بتایا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے ''ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدیً لِلْمُتَّقِیْنَ ''، (البقرۃ:۲) یہ کتاب وہ ہے جس میں کوئی شبہ نہیں، اس کے سارے مضامین قطعی اور یقینی ہیں، یہ متقیوں کے لئے دستورالعمل اور رہنما کتاب ہے، اس ارشاد سے تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوْا اللّٰہَ ''، (النساء:۱۳۱) بیشک ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور تم کو بھی یہ تاکید کی ہے کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، تقویٰ کے اس تاکیدی حکم سے اندازہ ہوتا ہے کہ انسانی زندگی میں اس کی کیا اہمیت ہے، ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ''، (آل عمران:۱۳۳) اور تیزی سے لپکو اپنے رب کی مغفرت کی جانب اور اس جنت کی جانب جس کا عرض تمام آسمان اور زمین ہے، جو اہل تقویٰ کیلئے بنائی گئی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جنت کا حصول تقویٰ کے اوپر موقوف ہے، جب کہ دین اسلام کی بدیہیات میں سے ہے کہ انسان کی اصل کامیابی حصول جنت ہی ہے، چنانچہ ارشاد ہے ''فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ ''، (آل عمران:۱۸۵) جس کو جہنم سے ہٹا دیا گیا اور جنت میں پہونچا دیا گیا بلاشبہ وہی کامیاب ہے۔

ان ارشادات کی روشنی میں کامیابی کی ترتیب اس طرح بنتی ہے کہ بامراد اور فائز المرام وہ آدمی ہے جس کو جنت کا استحقاق حاصل ہوا، اور جنت کا استحقاق اہل تقویٰ کے ساتھ مخصوص ہے، اور تقویٰ والوں کے لئے دستورالعمل قرآن کریم ہے، اور قرآن کریم نے بتایا کہ حصول تقویٰ کا ایک بڑا ذریعہ رمضان کا روزہ ہے۔

روزہ تقویٰ کا سبب کیونکر ہے؟

انسان کی خمیر میں ضعف اور ناتوانی شامل ہے، عام انسانوں کے بارے میں ان

کے پیدا کرنے والے نے خبر دی ہے ''خُلِقَ الْاِنْسَانَ ضَعِيْفًا ،، (النساء: ۲۸) انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے، اور فرمایا ''اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ ضُعْفًا وَشَیْبَۃً ،، (الروم: ۵۴) اللہ ہی ہے جس نے تم کو کمزوری کے حال میں پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد قدرے قوت بخشی، پھر اس قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپے میں ڈال دیا، دو کمزوریوں کے درمیان جو قوت ملی ہے، وہ بھی کمزوری کے شائبے سے پاک نہیں ہے، اور خاص انسانوں کے جد امجد، جن سے انسانیت کی نسل چلی، ان کے بارے میں فرمایا کہ ''وَلَقَدْ عَھِدْنَا اِلٰی آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا ،، (طٰہٰ: ۱۱۵) ہم نے اس سے پہلے آدم سے ایک عہد لیا تھا، مگر وہ بھول گئے، اور ہم نے ان میں پختگی نہیں پائی۔

جب انسان اول ہی پختگی سے خالی تھا، تو اس کی نسل سے کیا توقع کی جا سکتی ہے، اسی کمزوری کا کرشمہ ہے کہ آدمی اپنی خواہش اور آرزو میں گرفتار ہو کر، اس امانت میں خیانت کر جاتا ہے، جو حق تعالیٰ نے اپنے احکام کی شکل میں اسے عطا فرمائی ہے، یہ امانت ایک بڑی ذمہ داری تھی، جس کے سنبھالنے سے کائنات کی تمام مخلوق لرز گئی، مگر انسان نے اسے بڑھ کر اٹھا لیا، فرماتے ہیں ''اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا ،، (الاحزاب: ۷۲) ہم نے امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے رکھا، انہوں نے اسے اٹھانے سے معذرت کر دی، وہ اس سے ڈر گئے، مگر انسان نے اسے اٹھا لیا، بلاشبہ وہ ظالم و جاہل ہے۔

انسان کا یہ ظلم اور جہل، اس کی کمزوری کو بتا رہا ہے، عمل کی کمزوری ظلم ہے، اور علم کی کمزوری جہل ہے، لیکن اس لفظ سے اشارہ مل رہا ہے کہ اس کے اندر عدل اور علم یعنی قوت عملیہ اور قوت علمیہ کی استعداد ہے، اگر وہ اپنی استعداد پر محنت کرے، تو عدل و علم سے محروم نہ رہے گا۔

عمل کی قوت کا سرچشمہ تقویٰ ہے، اوراس کے حصول کا ذریعہ روزہ ہے، روزہ کا حاصل یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کوخواہشات سے روکے، اورجن چیزوں کا عادی ہے، اورجن باتوں سے مانوس ہے، اس عادت اورانس سے نفس کو برطرف کرے، نیز شہوانی طاقتوں میں اعتدال پیدا کرے، تا کہ وہ سعادتوں اورحق تعالیٰ کی دائمی نعمتوں سے بہرہ ور ہوسکے، اورحیات ابدی سے منتفع ہوسکے، کیونکہ بھوک اور پیاس نفس کی تیزی کوتوڑ دیتی ہے، اوراسے یاددلاتی ہے کہ کتنے غرباءومساکین خالی پیٹ رات گزاردیتے، اوردن کاٹ دیتے ہیں، نیز جب انسانی بدن میں کھانے پینے کی گزرگاہیں بند ہوتی ہیں ، توشیاطین کی آمدورفت بھی بندہوجاتی ہے، پس روزہ کیا ہے؟اہل تقویٰ کے لئے ایک لگام ہے، نفس کے خلاف لڑنے والوں کے لئے ایک ڈھال ہے، ابرار وصالحین کی ریاضت ہے، اس سے انسان کے اندرتقویٰ کی قوت پرورش پاتی ہے، روزہ رکھنے سے آدمی بہیمیت سے دور اورملکوت کےقریب ہوجاتا ہے، اس پرشیطانی حملے کم ہوجاتے ہیں، اوروہ فرشتوں کی صحبت وہمنشینی سے بہرہ ورہوتا ہے، فرشتوں کی صحبت میں اس کے دل کو جونور حاصل ہوتا ہے، اس سے بشریت کی کمزوری کا ازالہ ہوجاتا ہے، اورتقویٰ کا حاصل یہی ہے کہ انسان کے سامنے خدا کے جمال وجلال کا ایسا انکشاف ہوجائے کہ بشریت کی تاریکیاں اورکمزوریاں خودبخود زائل ہوجائیں۔

پس روزہ رکھنے سے شہوانی وبہیمی قوتیں ٹوٹ جاتی ہیں، اورحق تعالیٰ کا جمال وجلال اس کی نگاہ باطن میں اس طرح روشن ہوجاتا ہے، جیسے فرشتے اس کے مشاہدے میں مستغرق ہوتے ہیں۔

روزہ کی خصوصیات

پہلی خصوصیت:

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے روزہ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے ارشادفرمایا ہے:

روزہ ایمان کا چوتھائی حصہ ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشادگرامی ہے کہ روزہ صبر کا آدھا حصہ ہے

''الصوم نصف الصبر ،،(۱) نیز آپ کا ارشاد ہے''الصبر نصف الایمان ،،(۲) صبر ایمان کا آدھا حصہ ہے، ان دونوں باتوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ روزہ ایمان کا چوتھائی حصہ ہے۔

دوسری خصوصیت:

روزہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اور عبادتوں کے مقابلہ میں حق تعالیٰ کی ذات کے ساتھ اسے نسبت خاصہ حاصل ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''کل حسنة بعشر امثالها الی سبع مأ ة ضعف الا الصیام فانه لی و انا اجزی به ،،(بخاری شریف) ہر نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا ہوتا ہے، بجز روزہ کے کہ یہ خاص میرے لئے ہے، اور میں ہی اس کا اجر دوں گا، اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے''والذی نفسی بیده لخلوف فم الصائم اطیب عندالله من ریح المسک یقول الله عزوجل انما یذر شهوته وطعامه وشرابه من اجلی والصوم لی وانا اجزی به ،،(بخاری ومسلم) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بڑھ کر پسندیدہ ہے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں بندہ میری وجہ سے اپنی شہوت اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے، پس روزہ محض میرے لئے ہے اس کا بدلہ میں ہی دوں گا۔

تیسری خصوصیت:

اس حدیث سے روزہ کی تیسری خصوصیت یہ معلوم ہوئی کہ روزہ دار اللہ کے نزدیک کتنا خوشبودار اور کتنا محبوب وپسندیدہ ہوجاتا ہے، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عبادتیں اور طاعتیں تو سب اللہ ہی کے لئے ہوتی ہیں، پھر روزہ کی خصوصی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیوں کر ہے؟ اس سوال کا جواب امام غزالیؒ یہ دیتے ہیں کہ خصوصیت دو وجہوں سے ہے:

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ روزہ ایک پوشیدہ عمل ہے، جس کا تعلق انسانوں کے

مشاہدے سے نہیں ہے، کیونکہ روزہ کا حاصل یہ ہے کہ آدمی اپنی بعض خواہشات وضروریات کو ترک کرکے ان سے اجتناب کرتا ہے، اور ظاہر ہے کہ ترک کرنا اور اجتناب کرنا کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو لوگوں کے مشاہدے میں آسکے، دوسری عبادتیں سب ایسی ہیں کہ ان کے ارکان واعمال دیکھنے والوں کی نگاہ میں ظاہر ہوتے ہیں، لیکن ترک واجتناب ایسی چیز ہے جس کی خبر اللہ ہی کو ہوتی ہے، بندوں کو کیا معلوم کہ اس نے کیا چھوڑ رکھا ہے، علم کی اس تخصیص کی وجہ سے کہ خدا کے سوا اس کا یہ عمل کسی کو معلوم نہیں ہوتا، پس اللہ سے اس کو خصوصی نسبت حاصل ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے اللہ کا دشمن یعنی شیطان مغلوب وشکست خوردہ ہوتا ہے، کیونکہ اس کے غلبہ اور تسلط کا واسطہ انسان کی شہوتیں ہوتی ہیں، اور شہوتیں کھانے پینے کی وجہ سے طاقتور اور توانا ہوتی ہیں، اور شیطان کا غلبہ انسان پر انہی خواہشات اور شہوتوں کی وجہ سے ہوتا ہے، اور وہ انسان کے جسم وجان میں گھستا رہتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''**ان الشیطٰین لیجری من ابن آدم مجری الدم فضیقوا مجاریه بالجوع**،، شیطان ابن آدم کے جسم میں اس طرح چلتا ہے جیسے خون چلتا ہے، تو تم اس کے راستوں کو بھوک کے ذریعہ تنگ بناؤ، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے پینے کی افراط سے شیطان کا راستہ سہل اور کشادہ ہوتا ہے، اور بھوکا رہنے کی حالت میں شیطان کا راستہ مشکل اور تنگ ہوجاتا ہے، پس یہ بات ظاہر ہے کہ روزہ کے ذریعہ اس دشمن خدا کا راستہ مشکل ہوجائے گا، اس کے گھسنے کا سوراخ تنگ ہوگا، اور اس کا زور ٹوٹ جائے گا، روزہ اس دشمن الٰہی کو بھگاتا اور دور کرتا ہے، اس لئے اللہ کے ساتھ اس کو خصوصی نسبت ہے، روزہ رکھنے والا اللہ کے دشمن کو شکست دے کر گویا اللہ کی مدد کرتا ہے، پس وہ نصرت خداوندی کا مستحق ہوتا ہے، ارشاد الٰہی ہے ''اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ،، (محمد:۷) اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری نصرت فرمائے گا، اور تمہارے قدموں کو جمادے گا۔ تو گویا روزہ رکھنے والا دشمن الٰہی سے جہاد کرتا ہے، اور اس کے عوض میں اللہ کی جانب سے نصرت کا انعام

پاتا ہے،خلاصہ یہ ہے کہ جدو جہداور محنت بندے کی جانب سے ہےاور نصرت وانعام اللہ کی جانب سے ہے،حق تعالیٰ نے فرمایا''وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا،، (العنکبوت: ۶۹) جن لوگوں نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا ہم انہیں ضرور اپنی راہوں تک پہونچاتے ہیں۔

چوتھی خصوصیت:

روزہ کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ روزہ دار کے لئے جنت کا ایک مخصوص و متعین دروازہ بنایا گیا ہے،جس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے،رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے''للجنة باب يقال له الريان لايدخله الا الصائم ،، جنت کے لئے ایک دروازہ ہے،جس کا نام ریان ہے،اس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔(قال العراقی:اخرجاه من حديث سهل بن سعد)

پانچویں خصوصیت:

روزہ کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ روزہ دار سے اللہ کی ملاقات کا وعدہ ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا''للصائم فرحتان فرحة عندالافطار و فرحة من عند لقاء ربه ،،(بخاری شریف)روزہ دار کے لئے دو خوشی ہیں،ایک خوشی دنیا میں افطار کے وقت،اور ایک خوشی آخرت میں لقاء پروردگار کے وقت،اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ دار کی ملاقات اللہ کے ساتھ یقینی ہے،اور اس کا سبب روزہ ہی ہے،پس اس اعتبار سے بھی روزہ کو اللہ کے ساتھ خصوصی نسبت حاصل ہے۔

چھٹی خصوصیت:

روزہ کی چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ یہ محض ایک عبادت نہیں بلکہ اس کے جلو میں بکثرت عبادات ہیں،ایک روزہ کے طفیل میں روزہ دار کو متعدد عبادتوں کی توفیق ملتی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے''لكل شيى باب وباب العبادة الصوم ،،(۳)ہر شئی کا

ایک دروازہ ہوتا ہے، اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے، چنانچہ مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ روزہ رکھنے والے کو بکثرت عبادتوں کی توفیق ہوتی ہے، نماز، ذکر، تلاوت، مسجد کی حاضری، تفکر کی خاموشی، اور کلام خیر وغیرہ نہ جانے کتنے حسنات کی توفیق ملتی چلی جاتی ہے، اور کیوں نہ ہو رمضان کے مہینہ میں حق تعالیٰ کی بارگاہ سے ایسا ماحول بنایا جاتا ہے کہ طبیعتیں خود بخود نیکی کی طرف مائل ہوں، اور برائیوں سے نفرت پیدا ہو، اس مہینے میں عبادات وطاعات کی ہوائیں ملکوت کی طرف سے چلتی ہیں، اور برائیوں کے سرچشمے بند کردیئے جاتے ہیں، اور اس کا فائدہ ایمان والوں کو پہونچتا ہے، جنہیں عالم غیب سے مناسبت ہوتی ہے، کیونکہ وہ غیب پر پختہ ایمان رکھتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''**اذا دخل شھر رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب النار وصفدت الشیاطین** (بخاری ومسلم) **ونادی مناد یا باغی الخیر ھلم ویا باغی الشر اقصر**،، (ترمذی، اخرجہ حاکم وابن ماجہ) جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، اور شیاطین کو بیڑیاں پہنادی جاتی ہیں، اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے، اے خیر اور نیکی کے طلبگار آ ؤ، اور اے شر اور بدی کے طلبگار ٹھہرو۔

یہ روزہ دار کے لئے غیبی انتظام ہے، کہ جنت کے دروازے کھول دیئے گئے، کیونکہ خیر کی بہتات ہوگی تو مناسب ہے کہ ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں، اور جہنم کے دروازے بند کردیئے گئے کہ اب بندوں کے گناہوں کا سلسلہ منقطع ہوگا، اور شیطان جو ہر بدی کا سرچشمہ ہے اسے پابزنجیر کردیا گیا، اب اسکی پہونچ روزہ داروں تک بہت کم ہوگی۔

فضا جب خوشگوار ہوتی ہے، ماحول جب سازگار ہوتا ہے، ہوائیں جب فرحت بخش ہوتی ہیں، اور موسم بہار آجاتا ہے، تو دل ودماغ اور جسم واعضاء صحت منداور نشیط ہوتے ہیں، اسی طرح جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو عالم غیب سے جنت کی روح پرور ہوائیں آنے لگتی ہیں، جہنم کی بادسموم روک دی جاتی ہے، اور شیاطین کی اچھل کود پر پابندی لگادی

جاتی ہے، ایمان کی بہار آجاتی ہے، تو طبیعتیں خود بخود نیکی وطاعت کی جانب مائل ہوجاتی ہے، ظاہر ہے کہ یہ برکت روزہ کی بدولت حاصل ہوتی ہے، اس ماحول میں آدمی بشریت سے ترقی کرکے ملکوت کے دائرے میں پہونچ جاتا ہے، ایک حدیث میں ہے "ان اللہ تعالیٰ یباھی ملٰئکۃ بالشاب العابد فیقول ایھا الشاب التارک شھوتہ لاجلی المبذل شبابہ لی انت عندی کبعض ملٰئکتی،، (۴) اللہ تعالیٰ نوجوان عبادت گذار بندے پر ملائکہ کے سامنے بطورفخر کے فرماتے ہیں کہ اے جوان جس نے میرے واسطے اپنی شہوت ترک کردی، اور اپنی جوانی قربان کردی، تمہارا مرتبہ میرے نزدیک فرشتوں جیسا ہے۔

یہ کلام درحقیقت روزہ دار کے بارے میں ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے "یقول اللہ عزوجل انظروا یا ملٰئکتی الی عبدی ترک شھوتہ وطعامہ وشرابہ من اجلی،، (عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی) اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کو دیکھو اس نے اپنی شہوت اپنی لذت اور اپنا کھانا پینا سب محض میرے لئے چھوڑ رکھا ہے۔

ساتویں خصوصیت:

روزہ ایک ایسی عبادت ہے، جو صبح صادق سے شروع ہوکر مسلسل غروب آفتاب تک قائم رہتی ہے، اس وقفہ میں آدمی سورہا ہو یا بیدار ہو، چل پھر رہا ہو یا بیٹھا لیٹا ہو، بات کررہا ہو یا خاموش ہو، حتیٰ کہ پیشاب یا پاخانہ کررہا ہو، یا مسجد میں بیٹھا مشغول ذکروتلاوت ہو، ہر حال میں وہ روزہ کی عبادت میں ہے، یہ خصوصیت کسی اور عبادت کو حاصل نہیں ہے، حدیث میں ہے "نوم الصائم عبادۃ وصمتہ تسبیح وعلمہ مضاعف ودعاءہ مستجاب وذنبہ مغفور،، (بیہقی) روزہ دار کا سونا عبادت ہے، اس کی خاموشی تسبیح ہے، اس کا علم افزوں تر ہے، اس کی دعا مقبول ہے، اس کا گناہ بخشا ہوا ہے۔

روزے کے ارکان وآداب

روزے کی ان خصوصیات کے بیان کے بعد ضروری ہے کہ اس کے آداب

وارکان کا تذکرہ بھی کردیا جائے، تاکہ اس عبادت کا فیض اور نور روزہ دار کو حاصل ہوسکے۔

روزے کے ارکان:

ہر مسلمان اتنا تو جانتا ہی ہے، روزہ میں اسے کیا کرنا ہے؟ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے، پینے، اور بیوی سے صحبت کرنے سے اجتناب کرنا ہے، دوسرے لفظوں میں پیٹ اور شرمگاہ کی ضرورت پر پابندی لگانا ہے، اور اس سے بچنا ہے، یہ چار چیزیں ہیں: (۱) نیت کرنا کہ میں اللہ کے واسطے روزہ رکھتا ہوں، (۲) کھانے سے باز رہنا (۳) پینے سے باز رہنا (۴) قضاءِ شہوت سے اجتناب کرنا، ان چاروں کے مجموعہ سے روزہ کا وجود ہوگا، اور اگر ان میں سے کوئی ایک چیز فوت ہوئی، تو روزہ کا وجود نہ ہوگا، بغیر نیت کے خواہ جتنا فاقہ کرے، روزہ نہ ہوگا۔

روزہ کے آداب:

ان ارکان کی بجا آوری کے ساتھ روزہ کے کچھ آداب ہیں، جن کا اہتمام کرنے سے روزہ کی نورانیت سے روزہ دار اچھی طرح مستفید ہوتا ہے، اور اگر ان کا اہتمام نہ کرے، تو گو کہ روزہ کا فریضہ سر سے اتر جائے گا، مگر اس کا فیض کما حقہ حاصل نہ ہوگا۔

روزہ کے آداب کا حاصل یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو گناہ اور غفلت سے بچائے، اس کے لئے اسے چھ باتوں کا التزام واہتمام کرنا ہوگا۔

نگاہ کی حفاظت:

روزہ رکھ کر اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ نگاہ کسی حرام وناجائز، اور مکروہ مشتبہ چیز پر نہ پڑے، انسان کے جسم میں سب سے بے باک اور سب سے زیادہ آزاد نگاہ ہی ہوتی ہے، اور اسی سے دل پر سب سے بڑھ کر تباہی آتی ہے، یہ ایک زہر ہے، جس سے قلب انسانی کی موت واقع ہوجاتی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "**النظرة سهم مسموم من سهام ابليس لعنه الله**"، (۵) نگاہ ابلیس کی جانب سے ایک زہر میں بجھا ہوا تیر ہے۔

اس سے بچاؤ کی تدبیر یہ ہے کہ آدمی اپنی نگاہ جھکائے رکھے، اور بغیر ضرورت کے

ادھر ادھر نظر کو آزاد نہ کرے، بے ارادہ کسی پر نگاہ نہ ڈالے، اگر کہیں بے ارادہ نگاہ پڑ جائے تو فوراً ہٹالے، اور دوبارہ نہ ڈالے، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ،، (المؤمنون: ۳۰) تم اہل ایمان سے کہدو کہ اپنی نگاہیں قدرے پست رکھیں، نگاہوں کا پست رکھنا شیطان کے زہریلے تیر سے حفاظت ہے۔

زبان کی حفاظت:

نگاہ کے بعد سب سے زیادہ استعمال کی جانے والی چیز انسانی بدن میں زبان ہے، اور انسان اس کی وجہ سے بھی بڑے آفات اور ہلاکتوں میں پڑ جاتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ عام حالات میں بھی اور روزہ کے حال میں تو بالخصوص زبان کی حفاظت کرے، جھوٹ، غیبت، چغلی، بے حیائی، ظلم، جھگڑے، اور بکواس کی باتیں نہ کرے، ان باتوں سے زبان کو بند رکھے، ہاں ذکر الٰہی، تلاوت قرآن، اور کلمہ خیر سے زبان کو تازہ رکھے، زبان کی خرابی روزہ کو خراب کردیتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "**انما الصوم جنة فاذا كان احدكم صائما فلا يرفث ولا يجهل وان امرء قاتله او شاتمه فليقل انى صائم** ،، (بخاری ومسلم) روزہ ایک ڈھال ہے، تو جب کوئی روزے سے ہو، تو شہوت کی اور جہالت کی بات نہ کرے، اواگر کوئی اس سے لڑنا چاہے، یا گالی گلوج کرے، تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں، یعنی میں تمہاری بات کا جواب تمہارے لہجہ میں نہیں دے سکتا، زبان سے کوئی نامناسب بات نہ ابتداءً اور نہ جواباً کسی طرح نہ نکالے۔

خوب سمجھ لینا چاہئے کہ زبان کی قباحت روزہ کی روح کو نکال دیتی ہے، حدیث میں وارد ہے کہ دو عورتوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں روزہ رکھا، اور شام کے وقت تک بھوک و پیاس سے ان کا برا حال ہوگیا، یہاں تک کہ ان پر موت کا اندیشہ ہونے لگا، ان دونوں نے آدمی بھیجا کہ اگر اجازت ہوتو روزہ افطار کرلیں، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے پاس ایک پیالہ قاصد کو دے کر بھیجا، اور فرمایا کہ ان دونوں سے کہو کہ اس میں قے کریں، تو ان میں سے ایک نے آدھا پیالہ خالص خون اور تازہ گوشت کی قے کی، اور دوسری نے بھی

اتنی ہی قے کی، قے سے پیالہ بھر گیا، لوگوں کو اس پر حیرت ہوئی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے تو حلال چیز سے روزہ رکھا، مگر حرام چیز سے اسے توڑ دیا، یہ دونوں بیٹھ کر لوگوں کی غیبت کرتی رہیں، پس یہ وہی گوشت ہے جو ان دونوں نے کھایا تھا۔ (احمد)

کان کی حفاظت:

روزہ دار کو نگاہ اور زبان کے ساتھ کان کی حفاظت بھی ضروری ہے، کہ کسی ناجائز آواز کی طرف کان کو ہرگز متوجہ نہ کرے، کیونکہ ہر وہ بات جس کا بولنا جائز نہیں اس کا سننا بھی جائز نہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حرام کھانے والے اور جھوٹ سننے والے کو ایک ساتھ بیان فرمایا ہے ''**سماعون للکذب اکالون للسحت**''، (المائدہ:۴۲) جھوٹ کو سننے والے ہیں اور حرام کو کھانے والے ہیں، اور حدیث میں ہے ''**نهى رسول الله ﷺ عن الغيبة وعن الاستماع الى الغيبة**''، (طبرانی) رسول اللہ ﷺ نے غیبت کرنے اور غیبت سننے سے منع فرمایا، اور ایک روایت میں ہے ''**نهى عن الغناء وعن الاستماع الى الغناء وعن الغيبة والاستماع الى الغيبة وعن النميمة والاستماع الى النميمة**''، (طبرانی فی الکبیر وخطیب) رسول اللہ ﷺ نے گانے سے اور گانا سننے سے، غیبت سے اور غیبت سننے سے، چغلی سے اور چغلی کے سننے سے منع فرمایا۔

باقی اعضاء کی حفاظت:

آنکھ اور زبان اور کان کی طرح دوسرے اعضا کو بھی گناہ سے بچانا ضروری ہے، ہاتھ کسی ناجائز چیز کی طرف نہ اٹھائے، پاؤں کو ناجائز چیز کی طرف نہ بڑھائے، اور افطار کے وقت شکم میں کوئی مشتبہ چیز نہ ڈالے، کیونکہ اس کا کوئی معنی نہیں کہ حلال سے روزہ رکھے اور حرام یا مشتبہ سے افطار کرے، غرض یہ کہ گناہوں کا تعلق خواہ کسی عضو بدن سے ہو، اس سے بچنے کا اہتمام کرے، ورنہ روزہ کی نورانیت اور اسکی برکت زائل ہو جائے گی، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''**کم من صائم ليس له من صومه الا الجوع والعطش**''، (النسائی وابن ماجہ) کتنے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کے روزہ کا حاصل بجز بھوک اور پیاس

کے کچھ بھی نہیں، اس کی شرح میں امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ وہ روزہ دار ہے جو مال حرام سے افطار کرتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ ہے جو حلال کھانا تو چھوڑتا ہے، مگر غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھاتا ہے، اور اپنا روزہ خراب کرتا ہے، اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس سے وہ روزہ دار مراد ہے جو گناہوں سے نہیں بچتا۔

افطار وسحر میں کھانے کی زیادتی سے بچنا:

روزہ کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ افطار یا سحری میں حلال بھی اتنا نہ کھائے کہ ناک تک بھر جائے، کیونکہ حدیث میں آیا ہے ”**ما ملأ اٰدمی وعاء شرا من بطنه بحسب ابن اٰدم اکلات یقمن صلبه فان کان لا محالة فثلث لطعامه وثلث لشرابه وثلث لنفسه**“، (ترمذی واحمد) آدمی جن برتنوں کو بھرتا ہے، ان میں پیٹ سے بدتر اور کوئی برتن نہیں، جب وہ بھرتا ہے، آدم کے بیٹے کے لئے چند لقمے کافی ہیں، جن سے وہ اپنی پشت سیدھی رکھ سکے، اور کچھ زیادہ کھانا ضروری ہی ہو، تو پیٹ کا ایک تہائی حصہ کھانے کے لئے، اور تہائی پانی کے لئے، اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے متعین کرے۔

اتنا کھانا کہ پیٹ بالکل بھر جائے، عام حالات میں بھی شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ ہے، جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوا، پھر روزہ جس کا حاصل ہی یہ ہے کہ بھوک پیاس کی لذت معلوم ہو، اور پیٹ بھرنے کے جو نقصانات ہیں، ان سے بچاؤ ہو، اگر روزہ کے بعد آدمی ناک تک کھائے گا، تو روزہ سے جو فائدہ مرتب ہونے کی امید تھی، وہ فوت ہو جائے گی، لیکن اس کے برخلاف دیکھا یہ جاتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں کھانے پینے کی انواع واقسام اور لذات وطیبات کا اہتمام بڑھ جاتا ہے، تمام دنوں میں جتنا کھانا کھایا جاتا ہے، رمضان میں مقدار اس سے کہیں بڑھ جاتی ہے، سحر وافطار کا وہ اہتمام ہوتا ہے کہ آدمی اگر دس لقمے پر اکتفا کر سکتا ہو، تو کم از کم بیس پر دم لیتا ہے، اور مسلمانوں کے معاشرہ میں یہ عجیب بات ہے کہ جن دنوں میں کسی خاص عبادت کا اللہ کی جانب سے اعلان واہتمام ہوتا ہے، ان دنوں

میں اسی حساب سے کھانے پینے کی تنوعات میں اضافہ کردیا جاتا ہے، شب برأت کا موسم آتے ہی نوع بنوع کے کھانے کے ساتھ حلوہ بھی گھروں میں جلوہ گر ہوجاتا ہے، عید اور بقرعید کا تصور ہی کھانے کی دعوت دیتا ہے، رمضان کا مہینہ خصوصیت کے ساتھ عبادات کی کثرت کا ہے، ذکر الٰہی، تلاوت کلام اللہ، نمازوں میں اضافہ، شب بیداری، اعتکاف کا اہتمام وغیرہ رمضان میں یہ سب مطلوب ہے، مگر مسلمانوں کا بڑا وقت اور بڑا مال افطار وسحر کی تیاری، عید کی آمد کے اہتمام میں صرف ہوجاتا ہے۔

کھانے پینے اور کپڑوں کی تیاری میں عبادت کا تصور فنا ہونے لگتا ہے، خاص طور سے عشرۂ اخیرہ جو خصوصیت سے عبادات کی تکثیر کا زمانہ ہے، بازاروں کی ہماہمی، کپڑوں کی خریداری وتیاری، کی نذر ہوجاتا ہے، کاش اہل اسلام عبادت کی روح کو سمجھتے، اور دنیوی نمود نمائش اور ظاہری رونق کے مشاغل سے پرہیز کرتے۔

خوف الٰہی:

روزہ کی تکمیل کے بعد جہاں اللہ کی توفیق پر دل کو خوشی حاصل ہو، وہیں آدمی کو ڈرتے رہنا چاہئے کہ معلوم نہیں اللہ کے یہاں میرا روزہ قابل قبول ہوا یا نہیں، اللہ کی رحمت سے امیدوار تو رہنا چاہئے، مگر اندیشہ سے دل خالی نہ ہو، کہ خدا کی بارگاہ بہت عظیم ہے، اور بہت مقدس اور پاک ہے، اور انسان پستی کے نہ جانے کس نقطہ پر ہے، اور شہوات وخواہشات کی وجہ سے قلب ونظر نہ جانے کن کن آلودگیوں میں ملوث ہے، اس پستی اور اس آلودگی کے ساتھ آدمی کے قلب وجسم سے ادا کیا ہوا عمل، کیا اس پاک اور بلند بارگاہ میں بار پانے کے لائق ہوا ہوگا؟ اس تصور سے لرزاں وترساں رہے، کوئی ناز نہیں، کوئی فخر نہیں، کوئی کارنامہ نہیں، حق تعالیٰ کے حضور میں عجز ونیاز کا تحفہ پیش کرتا رہے، شاید کہ وہ پاک ذات اپنے فضل سے ہمارے اس عمل کو پاک وصاف کرکے قبول کرلے، صرف روزہ ہی نہیں، ہر عبادت کی تکمیل واتمام کے بعد بندے کا یہی حال ہونا چاہئے، حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے عید کے روز کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ خوب ہنس رہے ہیں، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

رمضان کو اپنی مخلوق کے لئے طاعت وعبادت میں سبقت کا میدان عمل بنایا ہے، تو کچھ لوگ عمل میں تیز رفتاری سے آگے بڑھے، اور کامیاب ہوئے، اور کچھ لوگ سست پڑے رہ گئے، اور بچھڑ کر ناکام ہوگئے، بڑی حیرت ہے اس ہنسنے والے کھیل میں مست رہنے والے پر وہ ایسے دن ہنسی اور کھیل میں مبتلا ہے، جس میں سبقت کرنے والے تو کامیاب وبامراد ہو چکے، اور سست وکاہل لوگ نامراد ہوگئے، خدا کی قسم اگر آج پردہ ہٹا دیا جائے، تو سعادت مند لوگ اپنی سعادتوں میں مشغول ہوں گے، اور برے لوگ اپنی برائی کی سزا میں گرفتار ہوں گے، یعنی مقبولین کی مسرت انہیں کھیل کود میں مشغول نہ ہونے دے گی، اور جو بدقسمتی سے مردود ہوگئے، ان کی حسرت ان پر ہنسنے کا دروازہ بند کردے گی۔

حضرت احنف بن قیس علیہ الرحمہ سے کسی نے کہا کہ آپ بوڑھے آدمی ہیں، روزہ آپ کو ضعیف وناتواں بنادے گا، فرمایا کہ میں ایک لمبے سفر کی تیاری میں مشغول ہوں، اللہ تعالیٰ کی طاعت وعبادت پر صبر کرلینا اس کے عذاب پر صبر کرنے سے بہت آسان ہے۔

ہمارے اس مضمون سے یہ بات واضح ہوگئی کہ روزہ کا ایک ظاہری عمل ہے، اور وہ ہے کھانے پینے اور قضاء شہوت سے دن میں روزہ کی نیت سے باز رہنا، اور اس کے چند باطنی اعمال ہیں، جن کی تفصیل گزری، ان سب کے مجموعے سے روزہ میں کمال پیدا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حواشی

(۱) قال العراقی :رواہ الترمذی وحسنہ من حدیث رجل عن بنی سلیم وابن ماجہ من حدیث ابی ھریرۃ (الاتحاف: ج۴، ص: ۳۱۴، (۲) قال العراقی: رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ والخطیب فی التاریخ من حدیث بن مسعود بسند حسن (حوالہ سابق)

(۳) قال العراقی: رواہ ابن المبارک فی الزھد (الاتحاف: ج: ۴ص: ۳۲۲)

(۴)قال العراقی: رواہ ابن عدی بسند ضعیف (الاتحاف : ج۴، ص ۳۲۴)

(۵)رواہ الحاکم من حدیث حذیفۃ وصحح اسنادہ (الاتحاف: ج۴، ص۴۰۷)

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہِ رمضان کی برکتیں

ماہِ مبارک رمضان المقدس سایہ فگن ہے، نیکیوں کا موسم بہار! طاعتوں اور عبادتوں کا مرکز انوار! نزول قرآن کا مہینہ، برکت ورحمت اور مغفرت کا خزینہ! دن بھی روشن، رات بھی روشن، دن کے اوقات روزوں سے معمور، رات کی گھڑیاں تراویح وتہجد سے پُرنور! ہر روز روزِ عید اور ہر شب شبِ برأت!

ماننے والوں کو اللہ نے وہ نعمت عطا فرمائی کہ ایک رات کی محنت وعبادت پر ہزار راتیں قربان! یقین کرنے والا دل چاہئے، کرگزرنے والی دھن چاہئے، رحمت پروردگار آغوشِ کرم کھولے ہوئے ہے، عبادت کرنے والے عبادت کی سوغات لائیں، قرآن پڑھنے والے تلاوت کا تحفہ لائیں، یاد کرنے والے ذکر کا ہدیہ لائیں، گناہگار اشک وندامت اور استغفار کی پونجی لائیں، قبولیت کی گھڑی ہے، یہ سال بھر کا جشن بہاراں ہے، ہر عبادت کی رونق بڑھی ہوئی، ہر طاعت کی قیمت چڑھی ہوئی۔ **يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ!** اے طالبِ خیر آگے بڑھ! **يَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ!** اور اے طالب شر! ٹھہر۔

دیکھنے والے دیکھیں! پیغمبر ﷺ کی آنکھ سے دیکھیں، ان کی دی ہوئی خبر پر ایسا یقین کریں گویا وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، پیغمبر صادق ومصدوق کی خبر ہے، نقل کرنے والے امام بخاری اور امام مسلم ہیں، اور ان کے علاوہ محدثین کی ایک بڑی جماعت سے فرماتے ہیں: **إذا جاء رمضان فتحت أبواب الجنة وغلقت أبواب النار وصفدت الشياطين** ۔جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، آگ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

جنت کے دروازے کھلے تو رحمت کا دروازہ کھلا، اور آسمان سے موسلا دھار رحمتیں زمین پر برسیں، جہنم کے دروازے بند ہوئے تو عذاب کی لپک کم ہوئی، شیاطین جکڑے گئے تو گناہوں کی لپٹ ٹھنڈی ہوئی، ہر طرف فرشتوں کی دھوم دھام ہوئی۔

مبارک ہیں ایمان والے! ایمان کا تقاضا ہے کہ خواہشات اور ضروریات کو مرضی مولیٰ پر قربان کردیا جائے، ایمان والا بے تکلف قربان کرتا ہے، سنو اے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد سنو اور خود قربان ہوجاؤ، زندگی کی سب سے بڑی سعادت یہی ہے کہ آدمی اپنی زندگی کو ان کے فرمان والاشان پر نچھاور کردے۔

مگر یہ زندگی مستعار رکھتے ہیں ہمارے پاس کیا ہے؟ جو فدا کریں تجھ پر

ہائے! اوّل تو ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو اے پروردگار آپ پر قربان کریں، بس ایک جان ہی تو ہے، لیکن حسرت بالائے حسرت یہ ہے کہ وہ بھی اپنی نہیں آپ ہی کی دی ہوئی ہے، خیر یہ ہی سہی، قبول ہوجائے تو کرم ہی کرم ہے، وہ فرمان والاشان یہ ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ راوی ہیں، شعبان کا آخری دن ہے، اللہ کے آخری نبی منبر پر تشریف فرما ہیں، اور ارشاد فرمارہے ہیں:

''اے لوگو! تمہارے سروں پر ایک بابرکت اور عظیم الشان مہینہ سایہ ڈال چکا ہے، اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے، اللہ نے اس کا روزہ فرض اور اس کی رات میں نماز کو نفل قرار دیا ہے، اگر کوئی اس میں نفل ادا کرکے اللہ کا تقرب حاصل کرتا ہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس ماہِ مبارک کے علاوہ میں فرض ادا کرنے والا ہو، اور جو کوئی اس میں فرض ادا کرتا ہے ایسا ہے جیسے اس کے علاوہ کسی ماہ میں ستّر فرض ادا کیا ہو۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ غمخواری کا مہینہ ہے، یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں مومن کا رزق بڑھادیا جاتا ہے۔ جس نے اس ماہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا اس کے گناہوں کی مغفرت ہے، اور اسے جہنم سے رہائی کی بشارت ہے، اور اس کے لئے وہی ثواب ہے جو روزہ دار کو ہے، مگر روزہ دار کا ثواب کچھ کم نہ ہوگا۔

پوچھنے والوں نے پوچھ لیا کہ یارسول اللہ! ہر ایک کو اتنی وسعت کہاں کہ روزہ دار کو افطار کرائے؟ (اس سوال پر رحمت کا دامن پھیل گیا) ارشاد ہوا، یہ ثواب اس شخص کو بھی ملے گا جو ایک کھجور کھلا کر، ایک گھونٹ پانی یا لسّی پلا کر افطار کرادے۔ یہ مہینہ! اس کا ابتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے، اور آخری حصہ جہنم سے نجات ہے۔ اس ماہ میں جس نے اپنے خادم کے کام میں تخفیف کردی، اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں کے بوجھ سے ہلکا کر دیں گے اور جہنم سے آزاد فرمائیں گے۔

اس مہینہ میں چار کام کثرت سے کرو، دو کام وہ ہیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرلو گے، اور دو کام ایسے ہیں جن سے تم بے نیاز اور بے پرواہ نہیں ہو سکتے، وہ کام جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو، وہ یہ ہیں لاالٰہ إلاالله کی گواہی دو، اور اس سے مغفرت مانگو۔ اور وہ کام جن سے تم کو بے نیازی نہیں ہوسکتی، وہ یہ ہے کہ اللہ سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے اس کی پناہ چاہو۔ جس نے روزہ دار کو پانی پلایا، اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا پانی پلائیں گے کہ جنت میں داخل ہونے تک (میدان قیامت کی شدید گرمی میں) پیاس نہیں لگے گی۔ (ابن خزیمہ)

اس ارشاد گرامی میں فضائل بھی ہیں، بشارتیں بھی ہیں اور احکام بھی ہیں، ایمان والے ان فضائل کے لئے، ان بشارتوں کے لئے، اور ان احکام کے لئے سینہ کھول دیں اور شوق ورغبت سے انھیں قبول کریں، رمضان کا مہینہ پورے سال کا مرکزی مہینہ ہے، یہ ماہ مبارک، منبع انوار اور مرکز رحمت پروردگار رہوا، تو پورا سال روشن اور تابناک رہے گا۔

مسلمانو! اسی ماہ مبارک میں سستی اور غفلت کو ترک کرو، طاعت وعبادت کے لئے مستعد رہو، شوق اور اہتمام سے تمام حقوق کی ادائیگی کے ساتھ روزے رکھو، تراویح میں شریک رہو، تلاوت قرآن کا التزام کرو، کثرت سے کلمۂ طیبہ کا ذکر اور مسلسل استغفار کرو، اللہ سے جنت مانگو، اور جہنم سے خدا کی پناہ میں آجاؤ، پھر دنیا بھی نور ہے، آخرت نور بھی ہے۔

خوب خیال رہے کہ جہاں یہ مہینہ نیکیوں کی قدر و قیمت کو بڑھاتا ہے، عبادتوں کا ثواب آسمان پر پہونچ جاتا ہے وہیں برائیوں کی قباحت کو بھی بڑھا دیتا ہے، گناہوں کی سزا کو سخت کر دیتا ہے۔ ایک فرمان اور ملاحظہ ہو: **ما مر بالمسلمين شهر خير لهم منه ولا بالمنافقين شهر شر لهم منه** (ابن خزیمہ بحوالہ ترغیب وترہیب) مسلمانوں کے حق میں رمضان سے بہتر کوئی مہینہ نہیں آیا، او منافقین کے حق میں رمضان کے مہینہ سے بدتر کوئی مہینہ نہیں آیا۔ ایمان والا، اس ماہ مبارک میں نیکیوں کا اہتمام کرتا ہے اور اس کی نیکیوں کا ثواب بڑھتا ہے، اس کے برخلاف منافق برائیوں میں مبتلا ہوتا ہے اور اس پر گناہ کا بوجھ بڑھ چڑھ کر لدتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مبارک مہینہ میں برائیوں پر اقدام مومن کرتا ہی نہیں، برائی کی طرف وہی بڑھتا ہے جس کے دل میں ایمان کے بجائے نفاق ہو، پس ایمان ایمان والوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے آپ و نفاقی تہمت سے بچائے رکھیں۔

روزہ کی برکت اور روزہ کا نور گناہوں سے اجتناب کے ساتھ ہے، اگر آدمی گناہوں میں ملوث رہا تو روزہ کا نور مٹ جائے گا، تراویح کی برکت جاتی رہے گی۔

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان شریف اور قرآن شریف کی مناسبت

شب و روز سب اللہ کے ہیں، ماہ و سال سب اللہ کے ہیں، اوقات و لمحات سب اللہ کے ہیں، لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ یہ سب اوقات برابر نہیں ہیں۔ اللہ نے جس طرح فرشتوں میں، آدمیوں میں، زمینوں میں، آسمانوں میں انتخابات فرمائے ہیں، اسی طرح اللہ نے زمانوں میں بھی انتخاب فرمایا ہے۔ قدوسیوں کی سب سے عظیم القدر جماعت انبیاء علیہم السلام میں بھی حق تعالیٰ نے انتخاب کا عمل جاری فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے: تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَآتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَأَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (سورۃ البقرۃ: ۲۵۳) یہ وہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض کے اوپر فوقیت بخشی ہے، بعض ان میں وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوئے، اور بعضوں کو ان میں سے بہت سے درجوں سے سرفراز فرمایا، اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو واضح دلائل عطا کئے، اور ہم نے ان کی مدد روح القدس سے کی۔

ٹھیک اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ نے بہت سی کتابیں نازل فرمائیں، ان میں سے چار کو دین و شریعت کے اجراء و قیام کے لئے منتخب فرمایا، پھر ان چار میں سے تین کو منسوخ فرما کر ایک آخری جامع کلام اپنے آخری پیغمبر خاتم النبین ﷺ پر نازل فرما کر قیامت تک کے لئے اس کو زندہ جاوید، صحیح اور بلا ریب دستور العمل بنا دیا۔

قرآن مجید کلام اللہ ہے، کلام الٰہی کا تعلق ذاتِ الٰہی کے ساتھ صفت کا ہے، صفات ذات کا آئینہ ہوتی ہیں، وہ ذات سے علیحدہ کوئی چیز نہیں ہوتیں، صفات کے آئینے میں ذات کا جلوہ دکھائی دیتا ہے، وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى، اللہ کے بہتر سے بہتر نام ہیں، یہ اسماء

صفاتِ الٰہی کے ترجمان ہیں، تو کلام الٰہی، اللہ تعالیٰ کے ذاتی اسماء وصفات میں ہے، جو حق تعالیٰ کے تمام ذاتی اور صفاتی کمالات کا جامع ہے، اور ظاہر ہے کہ کمالات خداوندی کی کوئی حد وانتہاء نہیں ہے، تو جو چیز ان کمالات کا آئینۂ جامع ہے، اس کے بھی کمال و جمال کی کوئی انتہاء نہ ہوگی، پس کلام الٰہی اس کائنات کی عظیم جلوہ گاہ ہے، جس کے واسطے سے حق تعالیٰ کی ذات عالی اور صفات جلالی و جمالی کا مشاہدہ ہوسکتا ہے۔

پھر جب اس آئینۂ جمال وجلال کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر نازل کرنے اور بندوں کو اس سے مشرف فرمانے کا ارادہ کیا، تو حق تعالیٰ نے تین انتخابات فرمائے، کس پر اتارا جائے؟ کون اسے لیکر جائے؟ اور اس کے لئے مناسب وقت کیا ہوگا؟ کس پر اتارا جائے؟ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس ذات کا انتخاب کیا، جس کو انھوں نے خود سارے عالم کے لئے رحمت بنایا۔ بہترین قلب وطبیعت سے نوازا، خصوصی تہذیب وتربیت سے آراستہ کیا، ہر آلائش طبعی وبشری سے پاک رکھنے کا اہتمام فرمایا۔ پھر وہ شخصیت ایسی نکھر کر سامنے آئی کہ دنیا بول پڑی: **ھٰذاھو الصادق الامین**، صدق وامانت انسانیت کا وہ عظیم ترین شرف ہے، جس سے بڑھ کر کوئی شرف عام انسانوں کو نہیں حاصل ہوسکتا۔ مکہ کی گلیوں میں چلتا پھرتا انسان، خانۂ کعبہ کی دیواروں پر نگاہیں ڈالتا انسان، حراء پہاڑی کی کھوہ میں غور وفکر کرتا ہوا بے چین انسان، اس وقت بھی تمام عیوب اخلاقی وانسانی سے پاک تھا۔ جب ابھی اس کا منتخب ہونا خلائق پر ظاہر نہیں ہوا تھا۔ چالیس سال تک یہ انسان بہترین تعلیم وتربیت سے گزرتا ہوا پختہ ہوتا رہا۔ اب اس پر رب عظیم کا کلام عظیم اترنا تھا۔ اسے کون لائے؟ تو اللہ تعالیٰ نے پاک اور مقدس برگزیدہ جماعت، جس کے بارے میں وہ خود گواہی دے رہے ہیں کہ: **لَا یَعْصُوْنَ اللہَ مَا أَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ**۔ اللہ کے حکم سے ذرا بھی نافرمانی نہیں کرتے، اور جو حکم پاتے ہیں ٹھیک ٹھیک وہی کرتے ہیں۔ اس مقدس ترین جماعت میں وہ منتخب ہوا جو صاحب امانت بھی تھا، سب سے عظیم طاقت کا مالک بھی، خداوند تعالیٰ کے قریب تر تھا، **عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْ مِرَّۃٍ** (سورۃ النجم: ۶/۵) اس وحی الٰہی کی تعلیم ایک فرشتہ کرتا

ہے۔ جو بڑا طاقتور ہے، خلقۃً طاقتور ہے۔ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ، مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ (سورۃ التکویر: ۱۹ تا ۲۱) یہ قرآن کلام (الٰہی) ہے، ایک معزز فرستادہ کا لایا ہوا ہے، جو قوت والا ہے، مالک عرش کے نزدیک رتبہ والا ہے، وہاں اس کی اطاعت کی جاتی ہے، وہ صاحب امانت ہے۔ یہ معزز فرشتہ روح امین ہے، جبرئیل امین ہے۔

کس پر اترے؟ وہ منتخب ہوا، کون اتارے؟ وہ منتخب ہوا۔ اب ماہ وسال کے وہ کون سے اوقات ہیں جن کو اس کلام عظیم سے مناسبت ہے، تا کہ اس کا انتخاب ہو، اللہ ہی پیدا کرتے ہیں، وہی انتخاب فرماتے ہیں، يَخْلُقُ مَايَشَاءُ وَيَخْتَارُ، اللہ نے سال کے بارہ مہینوں پر نظر ڈالی، اور شعبان کے مہینے کو اپنے بندوں سے خاص مناسبت بخشی، بندوں کے سب سے بڑے راز داں ﷺ نے اس راز کو پایا، اور شعبان کو خصوصی عبادات ومعاملات کے لئے مختص فرمایا، چنانچہ بکثرت احادیث میں آیا ہے کہ آپ اس ماہ میں کثرت سے روزہ رکھتے، فرمایا: یہ رجب اور رمضان کے درمیان ایک ایسا مہینہ ہے، جس سے لوگ غافل ہیں، حالانکہ اس ماہ میں رب العالمین کے حضور بندوں کے اعمال پہونچائے جاتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل جب وہاں لیجایا جائے، تو میں روزہ کی حالت میں ہوں (نسائی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت کو شعبان کا روزہ بہت محبوب تھا (احمد وطبرانی) حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ رمضان کے بعد کون سا روزہ افضل ہے؟ فرمایا شعبان، رمضان کے اظہارِ عظمت کے لئے۔ اس مضمون کی روایتیں بکثرت ہیں، علامہ عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری نے اپنی جامع ترین کتاب "الترغیب والترهیب" کے کتاب الصوم میں ان میں سے اکثر کو جمع کر دیا ہے، ہم نے اس مضمون میں یہ حدیثیں انھیں سے اخذ کی ہیں۔

ماہِ شعبان کی فضیلت کو بندوں سے مناسبت تھی، اس لئے سیّد العباد ﷺ نے اس کا اہتمام کیا، اس کے بعد جو مہینہ آیا اسے خود رب العباد جل جلالہ نے اپنے لئے انتخاب فرمایا۔

رمضان شریف کے بارے میں امام فخر الدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں مشہور تابعی حضرت مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ رمضان اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک نام ہے، تو شھر رمضان کا معنیٰ ''اللہ کا مہینہ'' ہے، انھوں نے ایک روایت نقل کی ہے: **روی عن النبی ﷺ أنه قال: لاتقولوا جاء رمضان وذهب رمضان ولكن قولوا جاء شهر رمضان وذهب شهر رمضان فإن رمضان اسم من أسماء الله تعالىٰ** (ج:۳،ص:۹۰) آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مت کہو کہ رمضان آیا، رمضان گیا، بلکہ یہ کہو رمضان کا مہینہ آیا، رمضان کا مہینہ گیا، کیونکہ رمضان اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ شعبان کے آغاز سے زمانہ کی برکتوں نے ترقی کی اور اس کا نقطۂ عروج ماہ رمضان ہوا، سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اپنے مکاتیب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ''ماہ مبارک رمضان جامع جمیع خیرات وبرکاتست، وہر خیر وبرکت مفاض از حضرت ذات ست تعالیٰ وتقدس ونتیجۂ شیونات اوسبحانہ، وہر شر ونقص کہ بوجود می آید منشا آن ذات وصفات محدثہ است، **ما أصابک من حسنةٍ فمن الله وأصابک من سيئةٍ فمن نفسک**، خود نص قاطع است، پس جمیع خیرات وبرکات ایں ماہ مبارک نتیجۂ آں کمالات ذاتیہ است کہ شانِ کلام جامع آنہا ست، وقرآن مجید حاصل تمام حقیقت آں شان جامع ست، پس ایں ماہ مبارک را با قرآن مجید مناسبت تمام ست کہ قرآن جامع جمیع کمالات ست، وایں ماہ جامع خیرات کہ نتائج وثمرات آں کمالاتند، وہمیں مناسبت باعث نزول قرآن دریں ماہ شد، **شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ** وشب قدر دریں ماہ خلاصۂ وزبدۂ ایں ماہ است، آں لب است وایں ماہ دررنگ قشر آں، پس ہر کہ دریں ماہ بجمعیت گزراندو از خیرات وبرکات بہرہ مند شود، تمام سال بجمعیت گزراند وبخیر وبرکت مملو ومحتوی باشد (مکتوب:۱۶۲، دفتر اول)

ترجمہ: رمضان کا بابرکت مہینہ تمام بھلائیوں اور برکتوں کا جامع ہے، اور جو بھی خیر

وبرکت اس میں ہے، سب کا فیضان حضرت ذات حق تعالیٰ وتقدس سے ہے، اور ذات ہی کے مختلف شیون کا ثمرہ ہے، کیونکہ شر ونقص کا جو کچھ وجود ہے، وہ مخلوق کی ذات سے وابستہ ہے، چنانچہ ارشاد ہے: **ما أصابک من حسنةٍ فمن الله وأصابک من سیئةٍ فمن نفسک**، جو کچھ تمہیں بھلائی پہونچے وہ اللہ کی طرف سے ہے، اور جو کچھ تمہیں برائی پہونچے وہ خود تمہاری ذات کی طرف سے ہے، یہ نص قطعی ہے، پس اس ماہ مبارک کی تمام بھلائیاں اور تمام برکتیں، اللہ تعالیٰ کے کمالات ذاتیہ کے ثمرات ہیں، اوران تمام کمالاتِ ذاتیہ کی جامع اس کے کلام کی شانِ عالی ہے ،اورقرآن مجیداس شان جامع کی تمام حقیقتوں کا جامع ہے، پس اس ماہ مبارک کوقرآن مجید کے ساتھ پوری مناسبت ہے، کیونکہ قرآن کریم تمام کمالات کا جامع ہے،اور یہ ماہ مبارک ان تمام بھلائیوں اورسعادتوں کا جامع ہے، جوان کمالات کے ثمرات ونتائج ہیں، اور یہی مناسبت ہوئی کہ اس ماہ مقدس میں قرآن کریم کا نزول ہوا۔ **شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ**۔ پھراس ماہ کا خلاصہ اورحاصل شب قدر ہے، وہ مغز ہے اور یہ مہینہ اس مغز کیلئے گویا چھلکا ہے، پس جو کوئی اس ماہ کو جمعیت اور یکسوئی کے ساتھ گزارے گا اوراس ماہ کی خیرات وبرکات سے بہرہ مند ہوگا، وہ پورا سال جمعیت اور اطمینان کے ساتھ گزارے گا، اور خیر وبرکت سے بھراپُرا رہے گا۔
(مکتوب:۱۶۲، دفتر اول)

حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ نے قرآن مجیداور رمضان شریف کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے، اسے بغور پڑھئے، جو کچھ قرآن وحدیث میں ان دونوں کے بارے میں ذکر آیا ہے، اس کا خلاصہ انھوں نے مختصر الفاظ میں ذکر کردیا ہے۔

(۱) پہلی بات یہ فرمائی کہ رمضان المبارک کا مہینہ انسانوں کے حق میں بلکہ کائنات کے حق میں تمام بھلائیوں اور برکتوں کا جامع ہے۔ امام بخاریؒ ومسلمؒ نے اپنی اپنی کتاب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **إذا جاء**

رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب النار وصفدت الشياطين ، جب رمضان کا مہینہ آتا ہے، تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں، اور سرکش شیاطین کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ ہر خیر کا مرکز جنت ہے، اور ہر شر کا مجمع جہنم ہے، اور تمام برائیوں کی بنیاد شیطان ہے، پس ماہ مبارک رمضان بنص حدیث تمام بھلائیوں اور برکتوں کا جامع ہے۔

(۲) دوسری بات یہ فرمائی کہ دنیا وآخرت میں جو بھلائی ہے، اور جو بھی برکت ہے، سب کا فیضان ذات الٰہی جل شانہ سے ہے، کیونکہ حق تعالیٰ کی ذات شر و نقص سے پاک ہے، شر اور نقص کا منبع تو وہ ہے، جس میں عدم کی کیفیت پائی جاتی ہے، اور حق تعالیٰ ہر قسم کے عدم سے منزہ ہیں، پس جو کچھ خیر ہے انھیں کی طرف سے ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ما أصابک من حسنةٍ فمن الله وما أصابک من سيئةٍ فمن نفسک، جو کچھ تمہیں بھلائی پہونچے وہ اللہ کی طرف سے ہے، اور جو کچھ تمہیں برائی پہونچے وہ خود تمہاری ذات کی طرف سے ہے۔

(۳) تیسری بات یہ فرمائی کہ رمضان شریف کی تمام برکتیں اور خوبیاں اللہ تعالیٰ کے ان تمام ذاتی کمالات کے ثمرات ہیں، جن کا جامع اللہ کا کلام ہے، کیونکہ متکلم کی تمام خوبیاں اس کے کلام میں جلوہ گر ہوتی ہیں، پس کلام اللہ ان تمام کمالات ذاتیہ کا جامع اور مظہر ہے۔

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ کلام الٰہی میں قرآن مجید کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ جمال وکمال کے تمام حقائق کا مرکز اور جامع ہے، کیونکہ یہ آخری کلام ہے، جو دنیا والوں کو دیا گیا ہے، پس ضروری ہے کہ حق تعالیٰ کے تمام شئونات کمالیہ وجمالیہ کا جامع ہو۔ لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعاً مُتَصَدِّعاً مِّنْ خَشْيَةِ اللهِ، اگر ہم اس قرآن کو پہاڑوں پر اتارتے، تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کی خشیت سے دب جاتے، شق ہو جاتے۔ یہ اس کی شانِ عظمت ہے۔ اور إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ أَقْوَمُ، اور بلاشبہ یہ قرآن اسی راہ کی رہنمائی کرتا ہے، جو بالکل درست ہے۔ یہ اس کی شانِ ہدایت ہے۔ اور ذٰلِکَ

الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِلْمُتَّقِیْن ، یہ کتاب اس میں کوئی تردد اور شک نہیں، کہ اہل تقویٰ کے لئے دستور العمل ہے۔ یہ اس کی شانِ صداقت وحقانیت ہے۔

(۵) پھر یہ فرمایا کہ جب رمضان شریف برکات الٰہیہ کا مرکز ہے، اور قرآن کریم کی بھی یہی شان جامعیت ہے، تو دونوں میں بغایت مناسبت ہے، اس لئے اس کلام عظیم کو نازل کرنے کیلئے یہی مہینہ منتخب ہوا، اور یہ نزول لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف ہے، آسمانِ دنیا پر آ گیا تو گویا اس کے انوار سے دنیا جگمگا اٹھی ، پھر وقتاً فوقتاً حسب ضرورت وہاں سے جبرئیل امین لاتے رہے۔

(۶) پھر پورے رمضان کا خلاصہ اور حاصل شب قدر ہے، لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اور نزول قرآن کے لئے یہی رات متعین ہوئی، إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ، ہم نے اسے شب قدر میں اتارا ہے۔

اتنی گونا گوں فضیلتوں اور عظمتوں کا تقاضا ہے کہ یہ پورا مہینہ روزے اور قرآن کے لئے وقف کردیا جائے، روزے کی برکت سے انسان بشری کمزوریوں سے اوپر اٹھ کر ملکوتیت کی پاک صفات سے آراستہ ہونے کی استعداد حاصل کرلے گا ، کیونکہ بشری کمزوریوں کی بنیاد کھانے پینے کی بھوک پیاس، اور شہوت کی طرف میلان ہے، روزہ کی حالت میں یہ سب چیزیں اعتدال پر آجاتی ہیں ، اور روزہ دار میں بارگاہِ خداوندی کی جانب پرواز کی صلاحیت ہوجاتی ہے، جب یہ صلاحیت پیدا ہوگئی ،تو اب قرآن مجید کی تلاوت اسے بارگاہِ خداوندی میں پہونچادیتی ہے، اس لئے دن میں روزہ اور رات میں تراویح ،جس میں قرآن کی تلاوت اس کو بارگاہِ قدس تک بآسانی پہونچادیتی ہے ، اور بندہ اپنے مقصود میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

◉◉◉◉◉

قرآن وحدیث کی تصریح اور سیّدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی توضیح سے رمضان شریف اور قرآن شریف کی مناسبت خوب معلوم ہوگئی۔ یہ مناسبت تو نزولِ قرآن کے سلسلے

میں بیان کی گئی، اب سنئے کہ اس مناسبت کا تقاضا یہ ہے کہ رمضان شریف کے اوقات کو جس طرح روزہ سے معمور رکھنا اور روشن کرنا ضروری ہے، اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت سے بھی ان ایام کو پیکرِ حسن و جمال بنانا ضروری ہے۔

قرآن کریم اور روزہ میں باہم جو تعلق اور مناسبت ہے اسے اس حدیث کی روشنی میں دیکھئے جسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے، آپ نے فرمایا: **الصیام والقرآن یشفعان للعبد یوم القیامة**، روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندے کی شفاعت کریں گے۔ **یقول الصیام : اے رب ! منعته الطعام والشهوة فشفعنی فیه**، روزہ کہے گا، اے میرے پروردگار! میں نے اسے کھانے اور شہوت سے روک دیا تھا، تو آپ اس کے حق میں میری شفاعت سن لیجئے۔ **ویقول القرآن منعته النوم باللیل فشفعنی فیه**، اور قرآن کہے گا کہ میں نے رات میں سونے سے روک دیا تھا، تو اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمایئے۔ **قال : فیشفعان**، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تب ان دونوں کی شفاعت مقبول ہوگی۔

گویا روزہ اور قرآن دونوں رفیق و ہمدم ہیں، جو کام ایک نے کیا وہی دوسرے نے بھی کیا، پس بندوں کو بھی چاہئے کہ ان دونوں کو ایک ساتھ رکھیں اور اس کا بہترین موقع رمضان کا مہینہ ہے، رمضان المبارک ہر خیر و برکت کا مرکز ہے، اور روزہ فرشتوں کی صف میں پہونچانے والا، روزِ قیامت کا بہترین شفاعت گزار! اور قرآن کریم کا کیا کہنا، تمام شیونات الٰہیہ اور صفاتِ کمالیہ کا آئینہ! بندہ ظاہر و باطن میں سراپا نور ہو جائے۔

رمضان شریف میں قرآن کریم کی تلاوت میں مشغولیت تین طرح سے ہو سکتی ہے۔ اول تراویح، دوسرے دور، تیسرے عام تلاوت۔ تراویح کی نماز کو تو اللہ تعالیٰ نے نفل قرار دیا ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول کریم ﷺ کا ایک بلیغ اور موثر خطبہ نقل کیا ہے، اس میں ایک جملہ یہ ہے: **شهر جعل الله صیامه فریضة وقیام لیله تطوعاً** (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ) یہ وہ مہینہ ہے جس کے روزے کو اللہ نے فرض کیا ہے، اور

جس کی رات کے قیام (تراویح) کو نفل بنایا ہے۔

نیز رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: **من قام رمضان ایمانا و احتسابًا غفر له ماتقدم من ذنبه** (بخاری ومسلم، ابوداؤد، ترمذی ونسائی) جو کوئی رمضان میں ایمان کے تقاضے سے بہ نیت حصول ثواب عبادت کے لئے کھڑا ہو، اس کے پچھلے گناہ معاف۔

تراویح کی نماز کا موضوع تلاوت کلام الٰہی ہی ہے، چنانچہ قیام کا لفظ خود بتارہا ہے کہ اس میں کھڑا ہونا ہی اصل ہے، اور معلوم ہے کہ قیام کی حالت میں قرآن پاک کی تلاوت ہی متعین ہے، پس مناسب ہے، بلکہ ضروری ہے کہ دن اگر روزہ میں بسر ہوا ہے کہ اس کی وجہ سے دن کا لمحہ لمحہ کامل عبادت بن گیا ہے، تو رات کے وقت میں جبکہ اس وقت میں روزہ نہیں ہے نماز اور تلاوت سے اسے معمور اور آباد رکھا جائے۔ حق تو یہ تھا کہ جس طرح رمضان شریف کے دن کی عبادت فرض ہے اسی طرح رات کی عبادت بھی فرض ہوتی، تاکہ چوبیس گھنٹے کے یہ دونوں حصے برابر ہوتے اور سال کا یہ ایک مہینہ تو ایسا ہوتا کہ نورانیت اور عبادت کی روحانیت میں روز وشب دونوں ایک جیسے ہوتے، مگر حق تعالیٰ نے بندوں کے ضعف پر نظر فرمائی اور رات کی عبادت کو بجائے فرض کے نفل قرار دیا، لیکن نفل کیسی؟

عام دنوں جیسی؟ نہیں، فرماتے ہیں: **من تقرب فيه بخصلة من الخير كان كمن ادى فريضة فيما سواه** (حوالہ سابق) اس ماہ میں جو کوئی نفل عمل کیا جاتا ہے، وہ ایسا ہے جیسے اس کے علاوہ کسی ماہ میں فرض ادا کیا ہو۔ اور تراویح تو جس شان کی عبادت ہے، قریب تھا کہ فرض ہی ہوجاتی، چنانچہ بخاری شریف کی متعدد روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان شریف کی ایک رات مسجد میں تشریف لائے اور آپ نے نفل نماز پڑھی، آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت بھی نماز میں شامل ہوگئی، جب صبح ہوئی تو اس نماز کا شہرہ ہوا، اب دوسری رات اس سے زیادہ مجمع ہوا، تیسرے دن مزید چرچا عام ہوا، اور رات میں نمازیوں کا زیادہ ہجوم ہوا، جب چوتھی رات ہوئی تو آپ تشریف نہیں لائے، صحابہ صبح تک انتظار کرتے رہے اور ساری مسجد بھری رہی، باہر تک آدمی تھے، آپ فجر کی نماز کے لئے باہر

نکلے، نماز فجر کے بعد آپ نے لوگوں کو خطاب کیا اور فرمایا:

أما بعد ! فانه لم يخف علی مکانکم ولکنی خشيت أن تفرض عليکم فتعجزوا عنها ،تمہارا رات میں یہاں ہونا مجھ پر مخفی نہ تھا، لیکن میں ڈرا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ کردی جائے، اور اس کے بعد تم سے اس کی ادائیگی نہ ہو سکے، اس لئے میں باہر نہ آیا۔ (صلوٰۃ التراویح)

جس نماز کی یہ شان ہو، کون کہہ سکتا ہے کہ درجہ اور رتبہ کے اعتبار سے وہ عنداللہ فرض سے کم ہوگی، مزید اگر تراویح کی نماز پر نظر عمیق ڈالی جائے، تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ سال بھر کی فرض و واجب نماز کی ثنیٰ ہے، یا یہ کہہ لیجئے کہ رمضان شریف کی برکت سے سال بھر کی نماز اس ماہ میں دوگنی کردی گئی ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ رمضان میں روزہ کی فرضیت کے ساتھ تلاوت کی کثرت بھی مطلوب ہے، اور تلاوت کا اصل محل نماز ہے، تو ضروری ہوا کہ نماز میں بھی اضافہ کیا جائے، ہم نے غور کیا کہ عام دنوں میں روزانہ کتنی رکعتیں فرض اور واجب ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ شب و روز میں بیس رکعتیں ہیں۔ دو رکعت فجر، چار رکعت ظہر، چار رکعت عصر، یہ دن کی نمازیں ہیں۔ اللہ کو وتر پسند ہیں، اس لئے مغرب میں تین رکعت فرض کر کے ان ساری نماز کو طاق بنادیا گیا، یہ کل تیرہ رکعتیں ہوئیں، رات میں عشاء کی چار رکعتیں فرض ہیں، اس کے ساتھ وتر ہونا فوت ہو رہا تھا تو اس میں بطور وجوب کے تین رکعت کا اضافہ کردیا گیا، اب رات کی نماز بھی وتر ہوگئی، اس طرح کل بیس رکعتیں ہوئیں، پھر مناسب ہوا کہ یہی بیس رکعتیں رمضان شریف کی برکتیں حاصل کرنے کے لئے دہرادی جائیں، چنانچہ تراویح کی نماز کا بیس رکعت ہونا غالبًا اسی کی طرف اشارہ ہے، عام دنوں میں مسلمان بطور فرض و واجب کے بیس رکعت چوبیس گھنٹے میں پڑھتے ہیں، تو رمضان شریف میں جبکہ عبادت کا ذوق بڑھ جاتا ہے، یہ بیس رکعتیں دوبارہ پڑھ لی جائیں۔

میں نے عرض کیا تھا کہ نماز تراویح کا اصل موضوع قرآن کی تلاوت ہے، پس

امت کے تعامل نے تراویح کی بیس رکعتوں میں ایک قرآن پاک کی تکمیل کا معمول بنایا، تاکہ ہر مسلمان کے حق میں ایک ختم کا اس ماہِ مبارک میں اہتمام وانتظام ہوجائے۔

سوال! قرآن پاک کی تلاوت تو صرف امام کرتا ہے تو اس کا تو ایک ختم ہوا۔ مقتدیوں کا کیونکر ہوگا؟ جواب! قربان جایئے حق تعالیٰ کی شانِ رحمت وحکمت کے، اور فدا ہویئے نبی کریم ﷺ کی شفقت ومہربانی پر! آپ نے امت کے لئے ہر خیر کا انتظام فرمادیا ہے، آپ جانتے تھے کہ آپ کی امت کا ہر فرد پڑھا لکھا نہ ہوگا اور نہ ہر ایک کا حوصلہ ہوگا کہ وہ کتاب اللہ حفظ کرے اور اسے تراویح کے اندر پورا پڑھے، پس عالم غیب کے رازداں نے حکم الٰہی کا اشارہ پا کر ایک ایسا قانون بنادیا کہ ہر پڑھا لکھا اور اَن پڑھ اس سے یکساں مستفید ہو۔

متعدد صحابۂ کرام مثلاً حضرت انس بن مالک، عبد اللہ بن عمر، ابوسعید خدری، ابوہریرہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے یہ مضمون منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **من كان له امام فقرأة الامام له قرأة** (نصب الرایہ مع الہدایہ، ج:۲، ص:۱۲) جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت اس مقتدی کی بھی قرأت ہے۔ حدیث کا یہ مضمون بالکل صحیح ہے، اس سے معلوم ہوا کہ امام جو کچھ پڑھتا ہے وہ مقتدی کا پڑھنا لکھا جاتا ہے، پس نماز تراویح میں جو لوگ امام کے پیچھے ہوتے ہیں ان کے نامۂ اعمال میں بھی قرآن کریم کی تلاوت درج کی جاتی ہے، نماز کے اندر قرآن کریم کی تلاوت بہت اہمیت رکھتی ہے، ثواب میں فرض کے برابر ہے، رمضان شریف خود پُرنور ہے، اس کے دن میں روزہ اور رات میں کلام الٰہی کی تلاوت نورٌ علیٰ نور کا سماں ہے۔

تلاوت کا دوسرا طریقہ دور کا ہے، اس طریقے کا آغاز سیّد الملائکۃ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ہوا ہے، صاحب تفسیر مظہری نے علامہ بغوی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ داؤد بن ابی ہند کہتے ہیں کہ میں نے امام شعبی سے عرض کیا کہ قرآن کا نزول ماہِ مبارک رمضان میں ہوا ہے، تو کیا سال کے دوسرے اوقات میں اس کا نزول نہیں ہوتا تھا، فرمایا کیوں نہیں،

پورے سال ہوتا رہتا تھا، لیکن رمضان میں نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پورے سال میں جتنا اتر چکا ہوتا تھا، جبرئیل امین رمضان شریف میں اسے دوبارہ آپ کو سناتے تھے اور آپ انھیں سناتے تھے، پھر جو اللہ کو منظور ہوتا باقی رکھا جاتا، اور جو چاہتے اسے منسوخ کردیا جاتا۔ (ج:۱،ص:۱۹۴)

رمضان شریف میں تلاوت کی ایک بہار یہ بھی ہے کہ دو حافظ اکٹھے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو سناتا ہے، پھر اپنی اپنی تراویح میں دونوں پڑھتے ہیں، اس کے بعد صاحب توفیق ہوتے ہیں تو تہجد میں بھی تلاوت کرتے ہیں۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ حفاظ ہوں یا ناظرہ خواں، ترتیب سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہین، اور کئی کئی ختم پڑھتے ہیں، رمضان شریف میں اللہ کا فضل ہے، تلاوت کی خوب بہار ہوتی ہے، مردہ سے مردہ قلب اس ماہِ مبارک میں اچھا خاصا زندہ ہوجاتا ہے، حق تعالیٰ توفیقات سے نوازتے ہیں، دعائیں قبول کرتے ہیں، فرشتوں کو بھیجتے ہیں کہ وہ عبادت گزاروں کی خلوتیں میں پہونچیں، ان سے مصافحہ کریں، ان کے لئے دعائیں کریں۔ خوش نصیبی کا یہ مہینہ ہر مسلمان کے لئے مبارک ہو۔ **وفقنا اللہ سبحانہ للخیرات والبرکات فی ھٰذا الشھر المبارک ورزقنا اللہ سبحانہ النصیب الاعظم۔**

⦿⦿⦿⦿⦿

تصانیف حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی علیہ الرحمہ

(۱) تسہیل الجلالین "شرح اردو جلالین شریف" (جلد اول)

(سورہ بقرہ تا سورہ نساء، سوا پانچ پارے)، صفحات:648 قیمت:400

(۲) حدیث دوستاں

دینی واصلاحی اور علمی وادبی مکاتیب کا مجموعہ، صفحات:730 قیمت:350

(۳) حدیث دردِ دل

مجلّہ المآثر، الاسلام، اور ضیاء الاسلام کے اداریئے صفحات:592 قیمت:300

(۴) کھوئے ہوؤں کی جستجو

مختلف شخصیات پر لکھے گئے مضامین کا مجموعہ، صفحات:616 قیمت:200

(۵) حیاتِ مصلح الامت

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب اعظمی کی مفصل سوانح، صفحات:528 قیمت:150

(۶) مدارسِ اسلامیہ، مشورے اور گزارشیں (جدید اضافہ شدہ ایڈیشن)

مدارس سے متعلق مضامین کا مجموعہ، صفحات:312 قیمت:150

(۷) بطوافِ کعبہ رفتم ۔۔۔ (سفر نامۂ حج) (جدید اضافہ شدہ ایڈیشن)

حرمین شریفین (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ) کے سفر کی روداد، صفحات:464 قیمت:300

(۸) تہجد گزار بندے (جدید اضافہ شدہ ایڈیشن)

تہجد کی اہمیت وفضیلت اور تہجد گزار بندوں کا تفصیلی تذکرہ، صفحات: 472 قیمت300

(۹) ذکرِ جامی

ترجمان مصلح الامتؒ مولانا عبدالرحمٰن جامی کے حالاتِ زندگی، صفحات: 216 قیمت: 90

(۱۰) حضرت چاندشاہ صاحب اوران کا خانوادۂ تصوف

حضرت چاندشاہ صاحب ٹانڈوی اوران کے خلفاء کے حالات، صفحات: 180 قیمت: 70

(۱۱) تذکرہ شیخ ہالیجویؒ: سندھ کے معروف شیخ طریقت وعالم اور مجاہد فی سبیل اللہ

حضرت مولانا حماداللہ صاحب ہالیجوی کا مفصل تذکرہ۔ صفحات: 224، قیمت: 56

(۱۲) مودودی صاحب اپنے افکارونظریات کے آئینہ میں

مولانا بنوریؒ کی عربی کتاب الاستاذ المودودی کا ترجمہ۔ صفحات: 184، قیمت: 95

(۱۳) حکایتِ ہستی (جدید اضافہ شدہ ایڈیشن)

خودنوشت سوانح، ابتداءِ حیات سے اختتام طالب علمی تک۔ صفحات: 400، قیمت: 250

(۱۴) **کثرتِ عبادت** عزیمت یا بدعت؟ قیمت ۲۸/روپے

(۱۵) **قتل ناحق** قرآن وحدیث کی روشنی میں قیمت ۱۶/روپے

(۱۶) تعویذات وعملیات کی حقیقت وشرعی حیثیت قیمت ۲۰/روپے

(۱۷) شب برأت کی شرعی حیثیت قیمت ۴۰/روپے

(۱۸) اخلاق العلماء علماء کیلئے خاص چیز قیمت ۲۰/روپے

(۱۹) دینداری کے دودشمن حرصِ مال وحب جاہ قیمت ۴۰/روپے

(۲۰) فتنوں کی طغیانی ٹی۔وی پرایک فکرانگیز تحریر! قیمت ۱۵/روپے

(۲۱) اہل حق اوراہل باطل کی شناخت قیمت ۶۰/روپے

(۲۲) مالی معاملات کی کمزوریاں اورانکی اصلاح قیمت ۴۰/روپے

(۲۳) منصب تدریس اور حضرات مدرسین — قیمت ۴۵/روپئے

(۲۴) حج وعمرہ کے بعض مسائل میں غلو اور اس کی اصلاح — قیمت ۳۵/روپئے

(۲۵) برکات زمزم ماءزمزم کی فضیلت واہمیت کا بیان — قیمت ۲۵/روپئے

(۲۶) تصوف ایک تعارف! — قیمت ۸۰/روپئے

(۲۷) خواب کی شرعی حیثیت — قیمت ۴۰/روپئے

(۲۸) تکبر اور اس کا انجام — قیمت ۳۰/روپئے

(۲۹) مسئلۂ ایصالِ ثواب — قیمت ۶۰/روپئے

(۳۰) مروجہ جلسے بےاعتدالیاں اور ان کی اصلاح — قیمت ۳۰/روپئے

(۳۱) رمضان المبارک: نیکیوں کا موسم بہار — قیمت ۴۰/روپئے

(۳۲) علوم ونکات: (مجموعۂ مضامین) جلد اوّل، دوم — قیمت ۱۰۰۰/روپئے

(۳۳) نمونے کے انسان — قیمت ۲۵۰/روپئے